ناشر
الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

دعائے حضرت یونس علیہ السلام یا آیتِ کریمہ

فضائل و برکات

تصنیف
مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ
ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

تفصیلات

کتاب: دعائے حضرت یونسؑ یا آیتِ کریمہ: فضائل و برکات

تصنیف: مولانا ندیم احمد انصاری

ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ویب سائٹ: www.afif.in

ای میل: nadeem@afif.in

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد:

الحمدللہ ہمارے پاس سب سے بڑی دولت ایمان ہے۔ اس ایمان کا تقاضا ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے لَو لگائے رکھے۔ حالات موافق ہوں یا مخالف، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ اس لیے اپنی لغزشوں کے سبب جب انسان مصیبت میں گرفتار ہو، تو اس سے نکلنے کا راستہ تو تلاش کرتا رہے، لیکن ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا و اذکار کے ذریعے نجات وخلاصی کا سوال بھی کرتا رہے۔ یہی مومن کا شیوہ ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں امم سابقہ اور ان کے حالات بیان کر کے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔

جن نبیوں اور قوموں کے قصے قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے ایک سبق آموز قصہ حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کا ہے۔ اس کے بہت سے عبرت ناک پہلو ہیں۔ اس رسالے میں ہم نے صرف ایک پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ غم و ہمّ کے عالَم میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے قصور کی معافی مانگنا اور عافیت اور نجات کا سوال کرنا نبوی طریقۂ کار ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی جو دعا قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے، اس کے فضائل اور اس سے متعلق ضروری مسائل کو بھی ضمناً بیان کر دیا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالے کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اپنے بندوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔ آمین

ندیم احمد انصاری

14 محرم 1441ھ، 14 ستمبر 2019ء

بسم الله الرحمن الرحيم

مکمل قرآن مجید اور اس کی تمام آیتیں شرف و کرامت کی حامل ہیں، یہ تو سبھی مانتے ہیں۔ لیکن ہمارے معاشرے میں عام طور سے حضرت یونس علیہ السلام کی دعا والی آیت کو 'آیتِ کریمہ' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب کچھ لوگ مل بیٹھ کر سوا لاکھ مرتبہ اس آیت کا ورد کرتے ہیں تو اسے 'آیتِ کریمہ کا ختم' کہا جاتا ہے۔ عاملین اور روحانی معالجین کی یہاں اس عدد کے بہت سے خواص ہیں۔ اس لیے مشکل حالات میں اس کا معمول بنانے میں کوئی حرج نہ ہونا چاہیے۔ فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ 'مصیبتِ عامہ کے وقت جب بدامنی پھیل جائے، قتل و غارت کی وجہ سے جان و مال اور اولاد محفوظ نہ رہیں تو قنوتِ نازلہ پڑھنا حدیث و فقہ سے ثابت ہے۔ آیتِ کریمہ کا عمل بھی مفید و مجرب ہے۔ توبہ و استغفار کی کثرت کی جائے۔ یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب کوئی اہم امر پیش آتا: **بادِر الی الصلوٰۃِ**۔ اس لیے آیتِ کریمہ کی توفیق ہو جائے تو اعتراض کی ضرورت نہیں۔' [فتاویٰ محمودیہ:7/179، ملخصاً]

اس لیے اگر کسی التزام اور اہتمام کے بغیر اجتماعی طور پر مل بیٹھ کر آیتِ کریمہ کا ختم کرایا جائے اور اس میں کوئی غیر شرعی امر بھی شامل نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ احادیثِ مبارکہ میں گو اس کا تذکرہ نہیں، لیکن یہ عمل قرآن و حدیث کے معارض یا خلاف بھی نہیں، فی نفسہٖ مباح ہے۔

آیتِ کریمہ کے بعد اجتماعی دعا

طبرانی میں ایک حدیث ہے؛ حضرت حبیب بن مَسلَمہ فِہریؓ مستجابُ الدعوات صحابی تھے، انھیں ایک لشکر کا امیر بنایا گیا، انھوں نے ملکِ روم جانے کے راستے تیار کرائے۔ جب دشمن کا سامنا ہوا تو انھوں نے لوگوں سے کہا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو جماعت ایک جگہ جمع ہو اور ان میں سے ایک دعا کرائے باقی سب آمین کہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔

عن حبیب بن مسلمۃ الفھری، و کان مستجاباً، انہ امّر علی جیش، فدرب الدروب، فلما لقی العدو، قال الناس: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لا یجتمع ملا فیدعو بعضھم و یؤمن سائرھم، الا اجابھم اللہ۔ [معجم کبیر طبرانی: 3536، مجمع الزوائد: 10/170]

اس لیے مجلس کے اختتام پر اجتماعی دعا ثابت ہے اور یہ اقرب الی الاجابۃ ہے، لیکن جہاں خصوصیت سے یہ دعا ثابت نہ ہو اس کو سنت سمجھ کر نہیں کرنا چاہیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم زکریا: 1/435]

چند قرآنی ارشادات

اللہ تبارک و تعالیٰ نے توحید کا سبق دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

بلاشبہ تمھارا رب اللہ تعالیٰ ہے، جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھے دن میں پیدا فرمایا، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ وہ ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ اُس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش کرنے والا نہیں۔ وہ اللہ تمھارا رب ہے، سو تم اس کی عبادت کرو! کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟[یونس:3]

نیز انسان کو خوابِ غفلت سے بیدار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِلَیۡهِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِیۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ بِمَا کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ ○

اسی کی طرف تم سب کو لوٹ جانا ہے۔ اس نے سچا وعدہ کر رکھا ہے۔ بلاشبہ وہی مخلوق کو ابتداءً پیدا فرماتا ہے، پھر وہ اسے دوبارہ لوٹا دے گا، تاکہ وہ ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے، اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔[یونس:4]

انسان کی ناشکری

انسان تنگی میں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتا ہے، لیکن فراخی میں غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسان کی اسی طبیعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا کَشَفۡنَا عَنۡهُ ضُرَّهٗ مَرَّ کَاَنۡ لَّمۡ یَدۡعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ کَذٰلِكَ زُیِّنَ

لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے بیٹھے اور کھڑے ہوئے (ہر حالت میں) ہمیں پکارتے ہیں، پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو اس طرح چل کھڑا ہوتا ہے جیسے کبھی اپنے آپ کو پہنچنے والی کسی تکلیف میں ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔ جو لوگ حد سے گزر جاتے ہیں، انھیں اپنے کرتوت اسی طرح خوش نما معلوم ہوتے ہیں۔[یونس:12]

نیز باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ○

اور لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد جب ہم انھیں اپنی رحمت چکھا دیں تو اچانک ہماری آیتوں کے بارے میں مکر کرنے لگتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ بلا شبہ اللہ مکر کی سزا جلد ہی دینے والا ہے۔ بلا شبہ ہمارے فرشتے تمھارے مکر کے کاموں کو لکھ لیتے ہیں۔[یونس:21]

آگے مزید فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ○ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ٘ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○

وہ اللہ ہی تو ہے جو تمھیں خشکی میں بھی اور سمندر میں بھی سفر کراتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو، اور یہ کشتیاں لوگوں کو لے کر خوش گوار ہوا کے ساتھ پانی پر چلتی ہیں اور لوگ اس بات پر مگن ہوتے ہیں تو اچانک ان کے پاس ایک تیز آندھی آتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھر گئے، تو اس وقت وہ خلوص کے ساتھ صرف اللہ پر اعتقاد کر کے صرف اسی کو پکارتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) (یا اللہ!) اگر تو نے ہمیں اس (مصیبت سے) نجات دے دی تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔ پھر جب اللہ انھیں نجات دے دیتا ہے تو اچانک وہ زمین میں ناحق بغاوت کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمھاری سرکشی تمھاری ہی جانوں پر ہے۔ دنیوی زندگی میں فائدہ اٹھا رہے ہو، پھر ہماری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے، سو ہم تمھیں بتا دیں گے جو تم کرتے تھے۔ [یونس:22،23]

جو لوگ باز نہیں آتے

بار بار موقع دیے جانے کے باوجود جو لوگ ظلم کی راہ اپناتے باز نہیں آتے، اللہ تعالیٰ انھیں سزا ضرور دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ

الْمُجْرِمِیْنَ○

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کیا، جب کہ انھوں نے ظلم کیا۔ اور ان کے پاس ان کے رسول کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے اور وہ لوگ ایمان لانے والے نہ تھے۔ ہم اسی طرح مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں۔ [یونس:13]

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ

ترغیب و ترہیب کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گذشتہ قوموں کے عبرت ناک قصے بیان کیے ہیں۔ من جملہ ان کے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ بھی ہے، جو مختصراً اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر نینویٰ کی طرف (جو موصل کے مضافات میں سے ہے) مبعوث فرمایا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روکا اور حق کی طرف بلایا۔ وہ ماننے والے کہاں تھے؟ روز بروز ان کا عناد و تمرد ترقی کرتا رہا۔ آخر بددعا کی اور قوم کی حرکات سے خفا ہو کر غصّے میں بھرے ہوئے شہر سے نکل گئے۔ حکمِ الٰہی کا انتظار نہ کیا اور وعدہ کر گئے کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ ان کے نکل جانے کے بعد قوم کو یقین ہوا کہ نبی کی بددعا خالی نہیں جائے گی، کچھ آثار بھی عذاب کے دیکھے ہوں گے۔ گھبرا کر سب لوگ بچوں اور جانوروں سمیت باہر جنگل میں چلے گئے اور ماؤں کو بچوں سے جدا کر دیا۔ میدان میں پہنچ کر سب نے رونا چلانا شروع کیا۔ بچے اور مائیں، آدمی اور جانور سب شور مچا رہے تھے۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ تمام بستی والوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ بت توڑ ڈالے۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا عہد باندھا اور حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے لگے کہ ملیں تو ان کے ارشاد پر کاربند ہوں۔ حق تعالیٰ نے آنے والا عذاب ان پر سے اٹھالیا:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۔

بھلا کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایسے وقت ایمان لے آتی کہ اس کا ایمان اسے فائدہ پہنچا سکتا؟ البتہ صرف یونس کی قوم کے لوگ ایسے تھے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دنیوی زندگی میں رسوائی کا عذاب ان سے اٹھالیا اور ان کو ایک مدت تک زندگی کا لطف اٹھانے دیا۔[یونس:98]

سورۂ صافات میں تفصیل

سورۂ صافّات میں اس واقعے کو قدرے تفصیل سے یوں بیان کیا گیا ہے:

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ○

اور یقیناً یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے۔

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ○

جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کر چلے گئے۔

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ○

قرعہ ڈالا تو وہ ہار جانے والوں میں سے ہو گئے۔

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ○

پھر مچھلی نے انھیں نگل لیا، جب کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ○لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ○

سوا گروہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو اسی کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ○

سو ہم نے انھیں ایک میدان میں ڈال دیا، اس حال میں کہ وہ سقیم تھے۔

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ○

اور ہم نے ان پر ایک بیل دار درخت اگا دیا۔

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○

اور ہم نے انھیں ایک لاکھ، بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○

پھر وہ ایمان لے آئے تھے، اس لیے ہم نے انھیں ایک زمانے تک زندگی سے فایدہ اٹھانے کا موقع دیا۔[139-148]

مچھلی کے پیٹ میں

جب مچھلی نے حضرت یونسؑ کو نگل لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں رکھ، اس کا ایک بال بیکا نہ ہو۔ یہ تیری روزی نہیں بلکہ تیرا پیٹ ہم نے اس کا قید خانہ بنایا ہے۔ اس کو اپنے اندر حفاظت سے رکھنا۔ اس وقت یونس علیہ السلام نے اللہ کو پکارا: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اپنی خطا کا اعتراف کیا کہ بے شک میں نے جلدی کی کہ تیرے حکم کا انتظار کیے بغیر بستی والوں کو چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ گو یونس علیہ السلام کی یہ غلطی اجتہادی تھی، جو امت کے حق میں معاف ہے، مگر انبیا کی تربیت و تہذیب دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ جس معاملے میں وحی آنے کی امید ہو، بغیر

انتظار کیے قوم کو چھوڑ کر چلا جانا ایک نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ اسی مناسب بات پر دارو گیر شروع ہوگئی۔ [تفسیرِ عثمانی:2/579دارالاشاعت،کراچی]

غم و مصیبت سے نجات

آخر توبہ کے بعد نجات ملی۔ مچھلی نے کنارے پر آکر اُگل دیا، اور اس بستی کی طرف صحیح سالم واپس کیے گئے۔ اسی کو قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس علیہ السلام) کو دیکھو! جب وہ خفا ہو کر چل کھڑے ہوئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم ان کی کوئی پکڑ نہیں کریں گے۔ پھر انھوں نے اندھیریوں میں سے آواز لگائی: (یا اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے، بے شک میں قصوروار ہوں۔ [الانبیا:87]

آگے ارشادِ ربانی ہوا:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ○

سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انھیں غم سے نجات دے دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔ [الانبیا:88]

نیز جس طرح ہم نے یونس علیہ السلام کو غم اور مصیبت سے نجات دی، اسی طرح ہم سب مومنین کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں، جب کہ وہ صدق و اخلاص کے ساتھ ہماری

طرف متوجہ ہوں اور ہم سے پناہ مانگیں۔[معارف القرآن:6/224]

(اور حضرت یونس کے ساتھ جو یہ معاملہ پیش آیا تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ) حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ کاملین کی ادنیٰ ترین لغزش کو بہت سخت پیرایے میں ادا کرتا ہے، اس سے کاملین کی تنقیص نہیں ہوتی، بلکہ جلالتِ شان ظاہر ہوتی ہے کہ اتنے بڑے ہو کر ایسی چھوٹی سی فروگذاشت بھی کیوں کرتے ہیں![تفسیرِ عثمانی:2/579دارالاشاعت،کراچی،ملخصاً]

ضروری ہدایات

اللہ تعالیٰ نے اس تذکرے میں چند اصولی باتیں یہ ارشاد فرمائیں:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا۔

اور اگر اللہ چاہتا تو روئے زمین پر بسنے والے سب کے سب ایمان لے آتے۔ [یونس:99]

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچا دے تو اللہ کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی بھی ہٹانے والا نہیں۔ [یونس:107]

ایک مقام پر فرمایا گیا:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ

مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

پس تم اپنے پروردگار کا حکم آنے تک صبر کیے جاؤ، اور مچھلی والے کی طرح مت ہو جانا۔ جب انھوں نے غم سے گھٹ گھٹ کر (ہمیں) پکارا تھا۔ اگر ان کے پروردگار کے فضل نے انھیں سنبھال نہ لیا ہوتا تو انھیں بری حالت کے ساتھ اسی کھلے میدان میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے پروردگار نے انھیں منتخب فرمالیا اور انھیں صالحین میں شامل کر دیا۔ [القلم:50-48]

آیتِ کریمہ کی فضیلت

اس سبق آموز واقعے میں نصیحت و عبرت کے متعدد پہلو ہیں۔ لیکن اس وقت ہمارا مقصد صرف حضرت یونسؑ کی دعا کی برکات کی طرف قارئین کو متوجہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ذوالنون (حضرت یونس علیہ السلام) کی مچھلی کے پیٹ میں کی جانے والی دعا ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اسے پڑھ کر دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول فرمائیں گے، اور وہ یہ ہے: لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ. [ترمذی، کتاب الدعوات، باب: 82، رقم الحدیث: 3505، سنن کبریٰ للنسائی:10492]

بیماری میں آیتِ کریمہ

بیماری میں بھی اس آیتِ کریمہ کا ورد مفید ہے۔ حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص بیماری میں لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ چالیس مرتبہ پڑھ لے اور پھر اُسی بیماری میں مرجائے تو وہ شہید ہے۔

أَيُّمَا مُسْلِمٍ دَعَا بِهَا فِي مَرَضِهِ أَرْبَعِينَ مَرَّةً فَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَلِكَ أُعْطِيَ أَجْرَ شَهِيدٍ، وَإِنْ بَرَأَ بَرَأَ، وَقَدْ غُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ۔ [مستدرک حاکم:1865]

ایک اہم مسئلہ

چوں کہ یہ دعا اصلاً قرآن مجید کی ایک آیت ہے، اس لیے بعض لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ اسے ناپاکی میں پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی آیات کو بہ طور دعا پڑھنے میں پاکی شرط نہیں۔ علما نے لکھا ہے کہ عورت حیض یا نفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی بھی آیت تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتی، البتہ قرآن مجید کی وہ آیت یا سورت جس میں دعا یا اللہ کی حمد وثنا ہو، دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتی ہے۔

ویحرم قرائۃ آیۃ من القرآن الا بقصد الذکر اذا اشتملت علیه لا علی حکم او خبر ... الخ۔ (قوله الا بقصد الذکر) ای او الثناء او الدعاء ان اشتملت علیه فلا باس به فی اصح الروایات قال فی العیون ولو انه قرأ الفاتحة علی سبیل الدعاء او شیئا من الآیات التی فیها معنی الدعاء ولم یرد به القرآن فلا بأس به اھ واختاره الحلوانی وذکر فی غایة البیان انه المختار کما فی البحر والنهر ... الخ۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: 77، باب الحیض والنفاس والاستحاضۃ) [فتاویٰ رحیمیہ: 6/91 ملخصاً]